مرسلہ: غلام کبریا خان ترکال
کوئٹہ

عُشر یا دہ یکی

زکوٰۃ و عشر کا آرڈیننس ان دنوں سینٹ کے زیر بحث ہے اس لئے معزز سنیٹر حضرات کے لئے اور اہل علم کے لئے بھی عشر اور دہ یکی کے متعلق تحقیق پیش کرنی ضروری ہے کہ عہدنامہ عتیق کی کتاب خروج باب ۱۶ آیت ۳۶ میں اور کتاب احبار باب ۵ آیت ۱۱ میں دسویں حصہ کا ذکر ہے اور یہ حکم موجود ہے کہ "زمین کی پیداوار کی ساری دہ یکی خواہ زمین کے بیج کی ہو یا درخت کے پھل کی ہو۔ خداوند کی ہے اور خداوند کے لئے پاک ہے" (احبار باب ۲۷ آیت ۳۰)

اور گائے بیل اور بھیڑ بکری یا جو جانور چرواہے کی لاٹھی کے نیچے سے گزرتا ہو ان کی دہ بعض سے دس کے پیچھے ایک جانور خداوند کے لئے پاک ٹھہرے۔ (احبار باب ۲۷ آیت ۳۲)۔

اور جب تو تیسرے مال جو دہ یکی کا سال ہے اپنے سارے مال کی دہ یکی نکال چکے تو اسے لاوی اور مسافر اور یتیم اور بیوہ کو دینا تاکہ وہ تیری بستیوں میں کھائیں اور کھائیں اور سیر ہوں (کتاب استثنا باب ۲۶ آیت ۱۲)

حقیقت عشر

قرآن کریم کی سورۃ اعراف کی ترتیب نزول نمبر ۳۸ کی آیت ۳۱ میں فرمایا ہے "اے بنی آدم تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنی زینت کا (لباس) پہنو۔ اور کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔ بلاشبہ وہ (اللہ) مسرفین کو پسند نہیں کرتا۔ اس آیت مبارکہ میں تمام بنی نوع انسان کو فرمایا گیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ کتنی روٹیاں کھاؤ اور کس مقدار کا پانی یا دیگر مشروب پیو۔ صرف یہ حکم ہے کہ کھانے پینے میں اسراف نہ ہو۔ پھر سورۃ الانعام کی ترتیب نمبر ۵۴ کی آیت ۱۴۱ کے اخیر میں فرمایا ہے۔ ان سب (پھلوں) کی پیداوار کھاؤ جب وہ پھل آئے اور اس (پیداوار) میں (غرباء و مساکین اور مسافر ۶/۹ من ۳۰/۴۸ کو) اس کا

حق کاٹنے اور توڑنے کے دن دیدو اور اسراف نہ کرو۔ بلاشبہ وہ (اللہ) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۶/۱۴۱ اس آیت مقدسہ میں بھی یہ نہیں فرمایا کہ فصل میں سے یا پھلوں میں سے کس قدر دینا ہے لیکن بعض مذہبی پیشواؤں نے حقہ کے لفظ سے اللہ کا حق قرار دیکر عشر مراد لیا ہے جو کہ منشا قرآن کے خلاف ہے۔ حکیم الامت اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ "اس آیت میں بھی جس حق شرعی خیر خیرات کا ذکر ہے اس سے عشر مراد نہیں"۔ اگر عشر مراد ہوتا تو لا تسرفوا کا حکم بے محل اور بے موقع ہوتا۔

دوسرا حاشیہ: ۔ غرض مطلب یہ ہے کہ کاٹنے کے دن غریبوں، محتاجوں کو بھی کچھ دو ولا تسرفوا ثابت بن قیس نے ایک سال پانچ سو درخت خرما کے میوے خدا کی راہ میں دے دیئے اور اپنے عیال کے لئے کچھ نہ چھوڑا اور تنگ دست اور محتاج بن بیٹھا اس پر خدا نے یہ آیت نازل کی۔

(حاشیہ حافظ فرمان علی اعلی اللہ مقامہ)

امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں لفظ حق سے مراد وہی صدقہ ہے جو تم کھیتی میں مسکینوں کو دیتے ہیں اور تفسیر قمی میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کھیتی کاٹتے وقت مسکین نہ آئے تو کھیتی والا کیا کرے؟ آپ نے فرمایا اس وقت اس کے ذمہ کچھ نہیں"
(القرآن المبین یعنی تفسیر الثقلین حاشیہ ص۱۸۱)

دسواں حصہ اور ٹیکس

عُشر عربی زبان میں دسویں حصہ کو کہتے ہیں اور یہ عشرہ سے بنا ہے جس کے معنی دس کے عدد ہیں اور فارسی زبان میں اس کو "مکس" کہتے ہیں اور اس کے معنی کسی چیز کو کم کرنا ہے لیکن فارسی زبان کی اصطلاح میں اس سے مراد سرکاری ٹیکس تھا۔ جو ظالم حکومتیں عوام سے وصول کیا کرتی تھیں۔ اور یہ پیداوار کا دسواں حصہ ہوا کرتا تھا۔ اس لئے عربی زبان میں اس کا نام عشر رکھ دیا گیا۔ عشر کی تاریخ بڑی طویل ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک ہزار سال قبل حضرت سموئیل علیہ السلام گذرے ہیں عہد نامہ عتیق میں حضرت سموئیل کے متعلق بحث ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ انھوں نے فرمایا: "اور سب سے بڑھ کر یہ [illegible] ہے کہ ساؤل (بادشاہ) بنی اسرائیل کے کھیتوں اور تاکستانوں سے عشر وصول کرے گا تاکہ

نوجوں اور خادموں کو دے گا"۔ (سموئیل نبی باب ۸ آیات ۱ تا ۱۷)

اس سے ثابت ہوا کہ ایک ہزار سال قبل مسیح میں بھی بادشاہ عشر وصول کیا کرتے تھے اور قوم ان کی غلام بن جاتی تھی۔ (ماخوذ)

قباذ بادشاہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں لکھا ہے کہ "ایرانی بادشاہ دہقانوں اور تاجروں سے عشر وصول کیا کرتے تھے۔ ظہور اسلام کے وقت قباذ بادشاہ اور اس کا لڑکا نوشیرواں اپنی رعایا سے عشر وصول کیا کرتے تھے تو عربوں میں بھی یہی رواج ایران سے ہو گیا"۔
(حجۃ اللہ البالغہ باب اقامۃ الارتفاقات اصلاح الرسوم جلد اول ص۸۳ مطبوعہ مصر)

مکس مستشرق عالم صاحب منجد نے اپنی کتاب میں مکس کا معنی ہیں بیع میں چکمہ دینا، دھوکا دینا بیان کر کے تحریر کیا ہے کہ "قبائل کے سردار اور ارکان حکومت عوام سے پیداوار کا دسواں حصہ جاہلیت میں وصول کیا کرتے تھے اور اس کا نام مکس تھا جس کو عربی میں عشر کہا جاتا ہے (المنجد باب الیم ص۸۳) ٹیکس جمع کرنا، جھگڑا کرنا، قیمت کم کرنا (فیروز اللغات ص۹۹)

احادیث اور تاریخ

قاضی ابو عبید قاسم بن سلام جو تیسری صدی ہجری کے اوائل میں گزرے ہیں اپنی مشہور کتاب (کتاب الاموال) میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عشر وصول کرنے والے سے سوال ہی نہ کیا جائے گا۔ صرف مظلوموں کا ظلم سن کر اس کو جہنم میں داخل کرنے کا اللہ تعالیٰ حکم صادر فرمائے گا۔ (کتاب الاموال ص۵۲۶)

عدی بن ارطاۃ جو عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے ایک علاقہ کے گورنر ہوئے تو عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا عشر ختم کر دینا اور عشر کی وصولی کے لئے جو مکان بنایا ہے اس کو توڑ کر ملبہ دریا میں پھینک دینا کیونکہ یہ پلیدی کی جگہ ہے (کتاب الاموال ص۵۲۷)

مسلم بن مشکرہ تابعی فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرؓ سے مدینہ میں ملا تو میں نے پوچھا کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ عشر وصول کیا کرتے تھے۔ تو انھوں نے فرمایا کہ ہرگز نہیں مسلمانوں سے عشر کیسے وصول کر سکتے

ہیں۔ (کتاب الاموال ص۵۳۲)

مسروق تابعی علاقہ سلسلہ میں حکومت کی طرف سے عشر وصول کرنے پر افسر مقرر ہوئے تو انھوں نے فرمایا مجھے زیادہ گورنر اور قاضی شریح اور شیطان نے عشر وصول کرنے پر مجبور کیا ہے اور اس کی وجہ سے مجھے خوف ہے کہ اللہ مجھے جہنم میں داخل کریگا۔

قاضی ابو عبید مختلف روایتیں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان روایات سے ثابت ہوا کہ عشر دور جاہلیت کی ایک رسم تھی اور عجمی بادشاہ اپنی رعایا سے زرعی پیداوار پر اور تجارتی پیداوار پر بھی دہقانوں اور تاجروں سے وصول کیا کرتے تھے اور عرب کے سردار منڈیوں اور بازاروں کے تاجروں سے اور کاشت کاروں سے یہ عشر وصول کیا کرتے تھے الخ (کتاب الاموال باب العشور ص۵۲۹)

مکتوباتِ نبویؐ

موسیٰ بن طلحہؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور منصور بن حکمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے سنہ ۸ ہجری (مطابق سنہ ۶۲۹ء) کے شروع میں دنیا کے حاکموں کے نام پیامات تحریر کرکے روانہ فرمائے تو جو علاقے اس وقت حکومت اسلامی میں شامل تھے جیسے بحرین اور دومۃ الجندل وغیرہ ان کے حاکموں کی طرف بھی مکتوبات ارسال فرمائے اور یہ تحریر فرمایا کہ تمھارے علاقوں میں جو لوگ اسلام قبول کرلیں نہ وہ خود کسی سے عشر وصول کریں اور نہ ہی ان سے عشر وصول کیا جائے گا۔ (کتاب الاموال ص۵۲۹۔ فتوح البلدان ص۸۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں عشر کوئی نہیں ہے اور اسلام سے قبل عجمی بادشاہوں کی رسم تھی جس کو عرب سرداروں نے بھی اختیار کرلیا تھا اور اسلام نے اس کو باطل قرار دیا۔ اس کے بعد جب جاگیردارانہ ملوکیت قائم ہوئی تو ان مسلمان بادشاہوں نے بھی پرانے بادشاہوں کے طریق پر عشر وصول کرنا شروع کر دیا۔ اور ہمارے فقہاء نے اسی کو عشر کے جواز کی سند بخشی جو قرآن و سنتِ رسولؐ کے خلاف ہے۔

فرمانِ رسولؐ

مالک بن قتاحیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں پر کوئی عشر نہیں، صرف یہود و نصاریٰ پر ہوا کرتا تھا۔ قاضی ابو عبیدؒ نے اس روایت کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ

عشر یہود و نصاریٰ پر بھی ابتداء میں تھا۔ بعد میں صرف خراج تھا۔(کتاب الاموال صفحہ ۵۳)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہرگز داخل نہ ہو سکے گا جنت میں صاحب مکس جو لوگوں سے عشر وصول کرتا ہو۔ (رواہ الحاکم وابوداؤد واحمد والدارمی مشکوٰۃ جلد دوم کتاب الامارۃ صفحہ ۳۲۱)

دوسرا تاریخی واقعہ

دوسرا تاریخی واقعہ یہ ہے کہ ملک یمن میں جو ایرانی حکومت کے تحت تھا اور اس کا حاکم باذان نامی تھا۔ بدامنی کی وجہ سے یمن کے سرداروں نے باذان کے ہمراہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوکر پورے ملک کی حکومت اسلامی حکومت میں شامل کر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حکم مقید کئے اور ان لوگوں سے پوچھا کہ تم ایرانی حکومت کو کس قدر محصول دیا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا عشر۔ تو حضور نے ان کا عشر باقی رہنے دیا (فتوح البلدان صفحہ ۱۰۶ تا صفحہ ۱۰۳)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے تحریر فرمایا کہ حدیثوں میں غلط فہمی کی بڑی وجہ ہر حدیث کے تاریخی پس منظر سے بے علمی ہے اکثر حدیثوں میں حضور علیہ السلام کے کسی قول یا فعل کا ذکر ہوتا ہے مگر اس کی تاریخ کا ذکر نہیں جس کی وجہ سے اکثر علماء غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں (حجۃ اللہ البالغہ جلد اول باب تلقی الامۃ الشرع صفحہ ۱۰۵)

آٹھ روایتیں

اسی باذان کے دور کی وہ مختلف حدیثیں ہیں جو صحاح ستہ میں مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہیں۔ چنانچہ یہ کل روایتیں آٹھ ہیں۔ ایک عبداللہ بن عمرؓ کی روایت بخاری میں ہے اور دوسری جابر بن عبداللہ کی مسلم میں ہے اور تیسری روایت نمیر بن سعید کی موطا امام مالک میں ہے اور چوتھی عمرو بن دینار کی ہے اور پانچویں حضرت انس کی روایت ہے اور چھٹی ابراہیم نخعی کی ہے جس کا کتاب الخراج میں ذکر ہے اور ساتویں روایت ابوسعید خدری کی ہے جس کا ذکر بخاری میں ہے اور آٹھویں روایت عامر شعبی کی ہے جس کا ذکر کتاب الخراج میں ہے۔ یہی وہ آٹھ حدیثیں ہیں جن سے عشر کا جواز نکالا جاتا ہے لیکن ان سب کا تعلق ملک یمن سے ہے اور ان سب میں یہ تصریح ہے کہ حضورؐ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو صدقات وصول کرنے

کے لئے عامل مقرر فرمایا باقی عاملین کے نام جو مکتوبات نبوی ہیں۔ ان سب میں بلفظ صدقہ کی تصریح ہے
(فتوح البلدان ص۸۱ تا ص۸۸، مشکوۃ جلد اول ص۱۵۵)

تاریخ سے ناواقف

ہمارے علماء تاریخ سے ناواقف ہیں۔ اس لئے وہ صدقات اور زکوٰۃ کے فرق کو نہیں سمجھ سکے۔
قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس میں کہیں صدقات کا ذکر ہے اور کہیں زکوٰۃ کا حکم ہے۔ ہم علماء سے پوچھتے ہیں کیا یہ فرق بے مقصد ہے اور ان دونوں اصطلاحوں کے الگ الگ حکم کا کوئی مقصد نہیں ؟ کیا یمن کے علاوہ مدینہ منورہ، خیبر اور شمالی عرب تبوک وغیرہ جو زرعی علاقے تھے ان علاقوں سے عشر وصول کیا گیا تھا۔ احادیث اور تاریخ سے علماء یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ مدینہ کے باغوں سے کبھی بھی عشر وصول کیا گیا ہو۔ کیا ایسی کوئی حدیث ہے جس سے ثابت ہو کہ عشر کی مخالفت والی احادیث میں تاجروں سے عشر کی وصولی کی گئی ہے اگر کوئی ایسی حدیث نہیں ہے تو پھر اپنے ذہنوں سے تاویلیں کیوں گھڑی جاتی ہیں کیا یہ تحریف معنوی نہیں ہے ؟

کیا خلافت راشدہ کے دور میں مصر و شام، عراق، ایران و افغانستان وغیرہ کسی بھی علاقہ سے عشر وصول کیا گیا تھا؟ اگر عشر اسلام میں ضروری تھا تو پھر خلافت راشدہ میں ان مندرجہ بالا ممالک کے مسلمانوں سے عشر کیوں نہ وصول کیا گیا ؟ بلکہ خلفاء راشدین اور تابعین کے زمانہ میں عشر کو ظلم قرار دیا گیا تھا۔

علامہ جلال الدین تھانیسریؒ

ہم علماء سے پوچھتے ہیں کہ محمد بن قاسمؒ اور محمود غزنوی سے لے کر انگریز کے دور تک کبھی بھی برصغیر پاک و ہند میں عشر وصول کیا گیا ہے ہرگز نہیں۔ شاہ جہاں کے دور میں بعض علماء نے حکومت سے کہا کہ کسانوں سے عشر وصول کیا جائے تو اس دور کے جید عالم جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ نے ایک مفصل رسالہ "مسئلہ اراضی ہند" ان کی تردید میں تصنیف فرما کر شائع کیا۔ اس میں زبردست دلائل سے عشر کی مخالفت کی گئی ہے۔ (ماخوذ)

تغیر و تبدل

مالک بن عامر اصبحیؒ جو امام مالک کے دادا ہیں کہتے ہیں کہ میں نہیں دیکھتا کہ کسی چیز کو کہ جاتی ہو اس طور طور پر جس پر پایا میں نے صحابہ کو مگر آذان۔ حضرت علامہ وحید الزمان نے فوائد ضروریہ کشف الغطاء میں لکھا ہے "یعنی اذان کے سوا اور تمام عبادات میں لوگوں نے تغیر و تبدل کر لیا ہے۔ اور وہ طریقہ چھوڑ دیا ہے جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ تھے۔ سبحان اللہ! جب تابعین کے زمانہ میں اس قدر دین میں انقلاب ہوا تھا کہ سوائے اذان کے سب عبادتیں لوگوں نے بدل ڈالیں اس زمانہ پُرآشوب او فتنوں کا کیا کہنا۔ (موطا امام مالکؒ ج اول صفہ ۹)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ نماز پڑھیں گے لیکن ان کی نماز نہ ہوگی۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ یہ وہی زمانہ نہ ہو، کیونکہ سینکڑوں مسجدوں میں نماز پڑھی میں نے نمازیوں کو نہیں دیکھا کہ وہ اس طرح نماز پڑھتے ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پڑھی ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین کی سب سے پہلی چیز جو تم سے جاتی رہے گی وہ امانت ہے اور جو سب سے پچھلی چیز جاتی رہے گی وہ صلوٰۃ ہوگی۔ اور ایسے نماز پڑھیں گے جن کو اس میں سے کچھ حصہ نہ ہوگا۔ پس صلوٰۃ جاتے رہنے کے بعد نہ اسلام ہے اور نہ دین۔

(کتاب الصلوٰۃ صفہ ۶۱، ۶۲، ۶۵ شائع کردہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور)

بقیہ: مکران کی مشکل گھاٹیاں

حواشی

۱ دیکھیں میری کتاب "احوال و آثار و اشعار میر سید علی ہمدانیؒ" شائع کردہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد ۱۹۸۵ء

۲ کبر و غرور کی مذمت میں اس مصنف نے اپنی کتاب 'ذخیرۃ الملوک' کے آخری (دسویں) باب میں مفصل تر لکھا ہے۔